مغربی ذرائع ابلاغ کا کردار اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

The Role of Western Media and the Responsibilities of Muslim Ummah in the Contemporary World

ڈاکٹر ثمینہ سعدیہ[1]

Abstract

In recent years, the media have played a great role in the society. It has a high influence on the way people think and behave in a society. In western media there is a disproportionate amount of coverage connected to Islam and Muslims. Media tended to present Muslim and Islam in a negative light. The religion and its followers are often presented through a series of 'snap-shots' that serve only to highlight differences and portray Islam as a threat. Western media tends to capture the Muslim minds. It tries to spread doubts about Islamic beliefs by highlighting different aspects of life such as women's liberty in Islam, Islam is against modernism. So, how should the Muslim world respond to this? This research article is an attempt to awaken the Muslim Ummah to present the real picture of Islam by using new tools and sources of media.It is very important for the media of Islamic countries to be committed to enjoining the good and forbidding the evil. Given the limitations and principles set by Islam for freedom of expression, the propaganda campaign of the Western media should be given a reasoned and concise answer. Instead of programs based on obscenity, such programs should be conducted which are within the limits of the golden principles laid down by the Qur'an and the Holy Prophet (PUBH)for the improvement of society and to face and tackle the media related challenges of contemporary time.

Keywords: Media, Western Media, Influence on Society, Islamic teachings, Doubts about Islamic belief, Muslim Ummah.

[1]۔ اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زید اسلامک سینٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور

عصرِ حاضر میں مغرب نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں محیر العقول اور ہوش ربا ترقی کی ہے۔ لیکن مغربی تہذیب کی یہ ترقی مذہبی اور اخلاقی اقدار کی نفی کرتی ہے۔ مغرب کی انٹرنیٹ اور سیٹلائیٹ کمیونی کیشن جیسی معجزاتی ٹیکنالوجی کے نتیجے میں ذرائع ابلاغ نے ایسی صورت اختیار کرلی ہے کہ اب یہ براہ راست اقوام کی اقتصادی، سماجی اور سیاسی زندگی پر اثرانداز ہورہے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ کی ہمہ گیری، اثرانگیزی اور قوتِ تسخیر میں بھی اضافہ ہوتا جارہاہے۔ عصرِ جدید میں ذرائع ابلاغ کا کردار کلیدی نوعیت کا ہے۔ یہ رائے عامہ کی تشکیل اور افکار واذہان کو مخصوص تہذیبی سانچے میں ڈھالنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے معاشرے پر گہرے اور دوررس اثرات کی بنا پر ہی آج کے دور کو ذرائع ابلاغ کا دور کہا جاتا ہے۔آج کل ذرائع ابلاغ کے لیے میڈیا کی اصطلاح معروف ہے۔

آج صورتحال یہ ہے کہ انسانی تاریخ کی دو طاقتور تہذیبیں یعنی اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب بر سرِ پیکار ہیں۔ لیکن ان دونوں تہذیبوں کی یہ جنگ عسکری نوعیت کی نہیں بلکہ ایک نفسیاتی جنگ ہے جو میڈیا کے ذریعے لڑی جارہی ہے۔ مغرب کا یہ حملہ ایک نئے رخ اور نئی جہت سے ہے جسے میڈیا وار کہا جاسکتا ہے۔ موٴثر اور طاقتور میڈیا کے ذریعے مغرب نے ایک ہمہ گیر جنگ برپا کررکھی ہے۔ روئے زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو اس کی یلغار اور دسترس سے محفوظ ہو۔ اس کے اثرات پوری دنیائے عالم کے ہر خطے اور ہر چپے پر یکساں محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

مغربی میڈیا کے ان ہمہ گیر اثرات کے حوالے سے ڈاکٹر اوم گپتا لکھتے ہیں:

> نظریہ تہذیبی سامراجیت یہ ہے کہ مغربی اقوام پوری دنیا کے میڈیا پر غلبہ حاصل کر کے دنیا کی دیگر تہذیبوں پر اثرانداز ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں ان کی مقامی ثقافت تباہ ہورہی ہے۔ مغرب زدہ میڈیا کا بیشتر حصہ فلمیں، خبریں اور دیگر مزاحیہ پروگرام مہیا کرتا ہے کیونکہ ایسا کرنے کے لیے اس کے پاس رقم ہے۔ باقی دنیا ان پروڈکشنز کو خرید لیتی ہے کیونکہ ایسا کرنا ان کے لیے بہ نسبت مہیا کرنے کے سستا پڑتا ہے۔ نتیجتاً تیسری دنیا کے ممالک ایسے میڈیا کو دیکھتے ہیں جو مغربی رہن سہن اور مغربی افکار و نظریات پر مشتمل ہوتا ہے۔ چنانچہ تیسری دنیا کی تہذیبیں مغربی رہن سہن کو اپنانا چاہتی ہیں جس کے نتیجے میں ان کی اپنی ثقافت تباہ ہورہی ہے۔[1]

گزشتہ چند صدیوں سے دنیا کے بیشتر حصوں اور بالخصوص عالمِ اسلام پر یورپ کی حکمرانی رہی ہے۔ اس نے تعلیم، ذرائع ابلاغ اور دیگر تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مغربی فکر کو ذہن میں اس طرح سے راسخ کردیا ہے کہ مسلم

دنیا کا کوئی طبقہ اس کے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ مغربی میڈیا کا رویہ اسلام اور عالمِ اسلام کے خلاف نہایت منفی، جانبدارانہ اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔ اگر ہم مغربی ذرائع ابلاغ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ درج ذیل اہداف و مقاصد کے تحت مغرب اسلام اور اہل اسلام کے خلاف عمل پیرا ہے۔

مغربی میڈیا کے اہداف و مقاصد

ا۔ ذہنی غلامی میں مبتلا کرنا

مغربی دنیا کی اسلام دشمن طاقتوں یہود و ہنود کے ساتھ ملکر مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو گیا ہے۔ مغرب کا یہ حملہ نہایت خطرناک اور تباہ کن ہے۔ اس حملے کے لیے اس نے جس ہتھیار کو استعمال کیا ہے۔ اس کی تاثیر ایٹم بم سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ یہ ہتھیار جدید ترین میڈیا ہے اور اس جنگ کو ہم میڈیا وار کہ سکتے ہیں۔ مغربی میڈیا لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے قلوب واذہان کو مغربی سانچے میں ڈھالنے کے لیے سر گرم عمل ہے۔ بقول مولانا عیسی منصوری:

> "اب مغرب نئی تیاریوں اور نئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر سامنے آیا ہے وہ جسم کے بجائے انسانی ذہنوں کو غلام بنانا چاہتا ہے۔ ذہنی غلامی جسمانی غلامی سے کہیں زیادہ بدتر اور خوفناک ہوتی ہے۔ اور اس دور میں ذہن و فکر کو غلام بنانے کا سب سے موئثر ذریعہ میڈیا ہے۔ اس وقت سب سے اہم مسئلہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغربی میڈیا کی یلغار ہے۔"[2]

مغرب نے مسلمانوں کو ایسی غلامانہ ذہنیت کا مالک بنا دیا ہے کہ خود ان کی اپنی نظر میں ان کی تہذیب، قومی روایات اور نظریہءزندگی بے وقعت ہو کر رہ گئے ہیں۔ میڈیا جیسے خطرناک اور موئثر ہتھیار سے وہ کام لیا جو بڑی سے بڑی فوجی قوت کے استعمال سے بھی ممکن نہ تھا۔ یہ ایک ایسی سرد جنگ ہے جو اسلحہ کے بجائے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ لڑی جا رہی ہے۔ عالمی اطلاعات کے اس نظام میں نوے فی صد ذرائع ابلاغ پر ترقی یافتہ مغربی سامراجی ممالک کی اجارہ داری ہے اور یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ تمام قسم کے ذرائع ابلاغ پر یہودیوں کا کنٹرول ہے جن کی اسلام اور انسانیت دشمنی سے تمام دنیاآگاہ ہے۔

مسلمانوں کی ذہنی غلامی کا تجزیہ مولانا مودودیؒ نے اپنی کتاب ''تنقیحات'' میں کیا ہے۔ ان کا یہ تجزیہ اس دور کا ہے جب ابھی موبائل فون اور انٹرنیٹ وجود میں نہیں آئے تھے۔ صرف اخبارات، رسائل و جرائد اور ٹی وی موجود تھے۔

"مسلمان پسپا ہو رہے ہیں ان کی تہذیب شکست کھا رہی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ مغربی تہذیب میں جذب ہوتے چلے جا رہے ہیں ان کے دلوں اور دماغوں پر مغربیت مسلط ہو رہی ہے۔ ان کے ذہن مغربی سانچوں میں ڈھل رہے ہیں ان کی فکری و نظری قوتیں مغربی اصولوں کے مطابق تربیت پا رہی ہیں۔ ان کے اخلاق، ان کی معیشت، ان کی معاشرت، ان کی سیاست ہر چیز مغربی رنگ میں رنگی جا رہی ہے۔ ان کی نئی نسلیں اس تخیل کے ساتھ اٹھ رہی ہیں کہ زندگی کا حقیقی قانون وہی ہے جو مغرب سے ان کو مل رہا ہے۔ یہ شکست دراصل مسلمانوں کی شکست ہے۔ مگر بد قسمتی سے اس کو اسلام کی شکست سمجھا جاتا ہے۔"[3]

۲۔ بنیادی انسانی حقوق کا پروپیگنڈہ

مغربی میڈیا کا اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف ایک اور موثر ہتھیار جس کا گزشتہ کئی دہائیوں سے وہ پروپیگنڈہ کر رہا ہے وہ بنیادی انسانی حقوق کا مسئلہ ہے۔ بالخصوص آزادی نسواں اور مساوات مرد و زن کا نعرہ وہ گاہے بگاہے بلند کرتا رہتا ہے۔ اپنے اس پروپیگنڈہ کی تشہیر کے لیے وہ صائمہ کیس، مختاراں مائی کیس اور ملالہ یوسف زئی کیس کا سہارا لیتا ہے۔ مغرب کے انسانی حقوق کے دعووں اور نعروں کے کھوکھلے پن کو آشکارا کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

"اہل مغرب کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے ہر کام کے لیے اچھے عنوانات تراشتے ہیں۔ ان اچھے عنوانات کے مندرجات جتنے بھی مکروہ اور ناقابلِ قبول ہوں ان کا عنوان ہمیشہ قابلِ قبول اور جاذبِ نظر ہوتا ہے۔ چنانچہ مغربی ممالک میں موجود معاشرتی افراتفری، خاندان کے ادارے کی شکست و ریخت، عام بے حیائی، مرد و زن کے درمیان تعلقات میں فسادات ان تمام خرابیوں کا نام وہاں مساواتِ مرد و زن ہے۔"[4]

"مغرب مساواتِ مرد و زن کا نعرہ بلند کرتے ہوئے عورت کو اس کے اصل مقام اور حیثیت سے گرا دیتا ہے۔ جب کہ قرآن کریم نے عبدیت اور عبادات میں بلا تفریق اگر مردوں کو مسلمین، مؤمنین، قانتین، صادقین، صابرین، خاشعین، متصدقین، صائمین، حافظین اور ذاکرین کے خطابات دیئے تو اس کے ساتھ عورتوں کو بھی مسلمات، مؤمنات، قانتات، صادقات، صابرات، خاشعات، متصدقات، صائمات، حافظات اور ذاکرات

کے تمغوں سے نوازا اور بلا امتیاز اپنے دونوں طبقوں کو مغفرت اور اجر عظیم کی بشارت دی۔"[5]

مغرب اپنے آپ کو انسانی حقوق کا علمبردار سمجھتا ہے اور میڈیا کے ذریعے اس کا پرچار کرتا رہتا ہے۔ ملت اسلامیہ کے ذرائع ابلاغ کی یہ ذمہ داری ہے وہ دنیا کو مغرب کے جھوٹے دعووں اور کھوکھلے نعروں سے آگاہ کرتے ہوئے ایسے پروگرام تیار کریں جن سے یہ حقیقت ہر ایک پر واضح ہو جائے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے ہر انسان کو اس کی حیثیت کے مطابق حقوق دیے۔ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام حتیٰ کہ غیر مسلم ذمیوں کو بھی حقوق عطا کیے ہیں۔ اسلام نے صرف انسانوں ہی کے حقوق کا تعین نہیں کیا بلکہ قرآن اور تعلیماتِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جانوروں کے ساتھ بھی نرمی و سلوک کا حکم دیا ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع بنیادی انسانی حقوق کا منشور اعظم ہے۔

۳۔ بنیاد پرستی اور دہشت گردی جیسی اصطلاحات کا استعمال

مغربی ذرائع ابلاغ کا ایک بہت بڑا ہدف مسلمانوں کو بنیاد پرست اور دہشت گرد جیسی اصطلاحات سے موسوم کرنا ہے۔ مغربی میڈیا پوری قوت سے ان اصطلاحات کو مسلمانوں کے خلاف ایک موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ نہ صرف الیکٹرانک میڈیا بلکہ پرنٹ میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کی جو تصویر کشی کی جاتی ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ مسلمان انتہائی وحشی اور جنونی قوم ہیں۔ یہ تمدن سے اس طرح عاری ہیں جس طرح ریڈ انڈین امریکی تمدن سے عاری ہیں۔

بنیاد پرستی کو مسئلہ بنا کر مسلمانوں کو دہشت گرد، دقیانوس خیالات کی حامل اور خونخوار قوم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ترکی کی رکن پارلیمنٹ خاتون جس نے نقاب پہن کر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اور معتوب ٹھہری اسے متعصب اور قدامت پرست قرار دیا۔ کشمیری مجاہدین جو اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں انہیں مسلح چھاپہ مار، دراندازاور مذہبی انتہا پسند کہہ کر دنیا کی نظروں میں ان کے متعلق بدگمانی اور نفرت پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ بنیاد پرستی کو مسلمانوں کے ساتھ منسلک کرنے کے سلسلہ میں مغربی میڈیا کے کردار کے بارے میں Myra Macdonald لکھتی ہیں:

> "مغربی ذرائع ابلاغ کی 'بنیاد پرستی' کی اصطلاح کو اسلام کے ساتھ وابستہ کرنے کی ستم ظریفی ختم نہیں ہوئی۔ بنیاد پرستی ایک ایسی اصطلاح تھی جو انیسویں صدی کے نصف آخر میں امریکن پروٹسٹنٹ نے فخریہ طور پر متعارف کروائی جو اپنے چرچ میں آزاد خیال رجحانات کی بدعنوانی سے خود کو علیحدہ کرنے کے خواہاں تھے۔"[6]

مغربی میڈیا کے اس حملے کا جواب دینے کے لیے اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ کا یہ فرض ہے کہ وہ دنیا کے سامنے قرآن وسیرت رسول ﷺ کی روشنی میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں۔ سیرتِ رسول ﷺ کے کسی واقعہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ کسی شخص کو ڈرا دھمکا کر مسلمان کیا گیا ہو۔ بلکہ قرآن کا اصول "لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ"[7] ہر دور کی مسلم حکومتوں کے پیش نظر رہا۔ نبی اکرم ﷺ کی کئی ایک احادیث جہاد کے دوران عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل کی ممانعت پر مشتمل ہیں۔[8] آپ ﷺ نے مسلمانوں کو کافروں کا مثلہ کرنے سے منع کیا[9] جبکہ اس وقت عرب میں دشمنوں کا مثلہ کرنے کا رواج عام تھا۔ فتح مکہ کے روز جب حضرت سعد بن عبادہؓ کے منہ سے جب یہ الفاظ نکلے: الیوم یوم الملحمة (آج کا دن لڑائی کا دن ہے)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں الیوم یوم المرحمة آج کا دن رحم اور معافی کا دن ہے۔[10] آپ ﷺ نے صرف ایک حرف بدل کر معنی کچھ سے کچھ کر دیے۔

الغرض امت مسلمہ کے دانشوروں اور اربابِ فکر و نظر کو ایسے اسلامی چینلز شروع کرنے چاہییں جو دینِ اسلام کے ایسے ہی روشن پہلوؤں کو اقوام عالم کے سامنے پیش کریں اور مغرب کے دہشت گردی، شدت پسندی جیسے الزامات کا نہ صرف منہ توڑ جواب دیں بلکہ خود امریکہ، اسرائیل اور یورپین ممالک کی کمزور حکومتوں بالخصوص مسلمانوں کے خلاف جارحیت، شدت پسندی اور ظلم و تعدی کو بے نقاب کر کے ان نام نہاد مہذب اقوام کے گھناونے اور دوغلے کردار سے اقوام عالم کو آگاہ کریں۔

۴۔ اسلام جدت پسندی کا مخالف ہے

مغربی میڈیا کا ایک اور بہت بڑا پروپیگنڈہ جو اس نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شروع کیا ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلام ایک دقیانوسی مذہب ہے جو جدید زمانے کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ لہٰذا اسلام ترقی اور جدت پسندی کا مخالف ہے۔ مفتی تقی عثمانی نے ان کے اس پروپیگنڈہ کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "اسلام دین فطرت کسی جدت پسندی پر بحیثیت جدت کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ جدت پسندی یہی ہے کہ انسان چاند تاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے۔ یہ ساری مادی ترقیاں اسی جذبے کی مرہونِ منت ہیں، لیکن یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ جدت پسندی نے جس طرح انسان کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ اسی طرح انسان کو بہت سارے تباہ کن نقصانات سے بھی دوچار کیا ہے۔ اسی جدت پسندی نے آج پوری دنیا کو عریانی و فحاشی کے سیلاب بیکراں میں دھکیل رکھا ہے۔ اسی جدت

پسندی نے برطانیہ کے دارالعوام سے تالیوں کی گونج میں ''ہم جنس پرستی''کا قانونی جواز حاصل کیا۔"[11]

اسلام جو ایک فطری دین ہے جدت پسندی کو مستحسن قرار دیتا ہے اور اس کی ہمت افزائی کرتا ہے۔ خاص طور سے صنعت و حرفت اور فنونِ جنگ وغیرہ کے بارے میں نئے نئے طریقوں کا استعمال آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔ غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی اور غزوہ الطائف کے موقع پر منجنیق اور دبابوں کا استعمال کیا۔

آپ ﷺ نے دو صحابیوں حضرت عروہ بن مسعود اور حضرت غیلان بن سلمہ کو باقاعدہ شام کے شہر جرش بھیجا تاکہ وہاں سے دبابے، منجنیق اور ضبور کی صنعت سیکھ کر آئیں۔[12] اسی طرح آپ ﷺ نے دعوتِ دین کے لیے بھی ابلاغ کے نئے نئے طریقوں کا آغاز کیا۔ مثلاً جب اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دیں تو آپ ﷺ نے صفا کی چوٹی پر سے قریشِ مکہ کو مخاطب کیا۔[13] صفا کی چوٹی کا انتخاب آپ ﷺ نے اس نقطہ نظر سے کیا کہ صفا سے بلند ہونے والی آواز پس منظر کے بلند و بالا پہاڑی سلسلہ سے ٹکرائے اور اس کی صدائے بازگشت سامنے کی وادی میں دور تک پھیل جائے۔

اسی طرح مسجد میں محراب و منبر کو خطابِ عام کا ذریعہ بنایا۔[14] یوم عرفہ پر میدان عرفات میں چونکہ نہ تو پہاڑ تھے جو صدائے بازگشت کو دور تک پھیلاتے اور نہ ہی اتنے بڑے میدان میں منبر و محراب کام آسکتے تھے لہٰذا وہاں نبی اکرم ﷺ نے اونٹنی کی پیٹھ پر سوار ہو کر خطاب کیا۔ اور بلند آواز والے افراد کو اجتماع میں دور دور تک پھیلا کر اس طرح کھڑا کیا کہ جو کچھ حضور ﷺ ارشاد فرماتے تھے وہ مکبر اونچی آواز میں دہراتے جاتے تھے۔[15] اس طرح اجتماع میں موجود ہر شخص تک نبی اکرم ﷺ کا پیغام پہنچا۔ الغرض یہ وہ ذرائع تھے جو حضور ﷺ نے اپنے پیغام کی ترسیل کے لیے استعمال فرمائے۔

۵۔اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنا

مغربی میڈیا کا ایک اور بہت بڑا ہدف یہ ہے کہ اسلام کے ان احکامات کے بارے میں جو جدید ذہن کو قابل قبول نہیں ہیں شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں۔ خاص طور پر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ایسے دانشوروں کے پروگرام نشر کرتے ہیں جو قرآن و حدیث کو تجدد کا جامہ پہنا کر اسے مغربی افکار و نظریات کے تابع ثابت کر کے دکھائیں۔ کویت کے مجلہ المجتمع نے ان موضوعات کا انکشاف کیا ہے جو انٹرنیٹ کے ذریعے اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے انٹرنیٹ پر

موجود ہیں۔ مثلاً کیا قرآن معجزہ ہے ؟اسلام کا ظاہر دنیا کے سامنے، اسلام متعصب کیوں ہے ؟اسلام مرتد ہونے والے کو سخت سزا کیوں دیتا ہے۔[16] اسلام کے خلاف مغربی میڈیا کے ان حملوں کا توڑ کرنا ناگزیر ہے۔

۶۔ مغربی ذرائع ابلاغ کا دوغلا پن

مغربی ذرائع ابلاغ کا کردار اور رویہ ہمیشہ سے مسلمانوں اور اسلام کے معاملے میں جانبدارانہ اور غیر ذمہ دارانہ رہا ہے۔ اسلام کے احیاء اور اسلامی تحریکوں کو بنیاد پرستی اور دہشت سے منسلک کرنے کا سارا عمل مغربی و یہودی میڈیا کے ہاتھوں انجام پاتا ہے۔ مظلوم فلسطینیوں اور کشمیریوں کو دھشت گرد، غاصب اور مجرم بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور جارح اسرائیل اور امریکہ کو تہذیب کا علمبردار بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مغربی میڈیا کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دوغلے پن کا اندازہ ۱۴ دسمبر ۲۰۱۲ء کو امریکی ریاست کینیکٹی کٹ کے چھوٹے سے شہر نیوٹاون میں پیش آنے والے ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔ نیوٹاون کے ایک ایلیمنٹری سکول میں ایک ۲۰ سالہ نوجوان ایڈم لانزنے اپنی ماں کی رائفل سے ۲۰ بچوں اور اساتذہ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس نے صرف امریکہ ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ برطانیہ کے مشہور دانشور جارج مون بیوٹ نے اپنے مضمون "In the US, Man child killing are tragedies, in Pakistan Mere Big splats" میں امریکہ اور مغربی اقوام کے دوغلے پن اور تضادات کا پردہ چاک کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "عالمی میڈیا کا بیشتر حصہ جس نے نیوٹاون کے بچوں کو بجا طور پر یاد رکھا ہے، لیکن اوباما نے جو قتل کیے ہیں ان کو نظر انداز کرتا ہے۔ یہ سرکاری بیان کو درست تسلیم کرتا ہے کہ جو مارے گئے وہ سب جنگ جو تھے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شمالی مغربی پاکستان کے بچے ہمارے بچوں کی طرح نہیں ہیں، ان کا کوئی نام نہیں ہے۔[17]"

ایک اور کالم نگار گلینگری نورلڈا اپنے مضمون New Town Kids us Yemnies and Pakistanis, What Explains the Disparate Reaction. میں لکھتا ہے:

> "اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہی لوگ جو نیوٹاؤن میں ہلاک ہونے والے بچوں پر صدمے اور افسوس کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ اسی تشدد سے یمنی اور پاکستانی بچوں کو ہلاک کیے جانے کی کھلی حمایت تو نہیں کرتے لیکن مسلسل نظر انداز کرتے ہیں۔"[18]

الغرض اس وقت دنیائے عالم میں میڈیا وار زور وشور سے جاری ہے۔ مغربی میڈیا اس وقت فحاشی و عریانی اور حیوانی صفات کا علمبردار بنا ہوا ہے۔ خیر و شر کے اس معرکے میں اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ کو اپنا ذمہ دارانہ اور بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔

اسلامی تصور ابلاغ اور امت مسلمہ کی ذمہ داری

اسلامی اقدار کے تحفظ اور فروغ کے لیے جدید ترین ذرائع ابلاغ کا استعمال امتِ مسلمہ کی ذمہ داری بن چکی ہے۔ درحقیقت ذرائع ابلاغ ہماری قومی اور اجتماعی زندگی کا ایک لازمی جزو بن چکے ہیں۔ اس جدید ترین ذریعہ ابلاغ کے متنوع اور متعدد فوائد ہیں۔ انٹرنیٹ علم کے حصول اور معلومات کی فراہمی کے ضمن میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے گھر بیٹھ کر تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔ آن لائن بینکنگ نے بنک کے اکاونٹ ہولڈرز کو رقوم جمع کروانے یا نکلوانے کے لیے بینک جانے کی تکلیف سے آزاد کر دیا ہے۔ آن لائن کاروبار صارفین کو گھروں میں ان کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کی سہولت فراہم کر رہا ہے۔ انٹرنیٹ سے بڑی بڑی کمپنیوں اور لاکھوں افراد کا روزگار وابستہ ہے۔ متعدد ویب سائٹس صحت اور تندرستی سے متعلق مفت طبّی مشورے دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں تعلیمی اداروں سے رابطہ، کورسز کی تفصیلات اور داخلہ فارم بھی انٹرنیٹ کے ذریعے حل کروا کر بھیجے جاسکتے ہیں۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے اخبار، میگزین اور رسائل و جرائد اپنی ویب سائٹس کے ذریعے حالاتِ حاضرہ اور دنیا میں رونما ہونے والے تازہ ترین واقعات سے آگاہ رکھتے ہیں۔ الغرض انٹرنیٹ کاروبار زندگی کو رواں دواں رکھنے کے لیے عصر حاضر کی ایسی اہم اور ناگزیر ضرورت بن چکا ہے کہ اداروں اور معاشروں کی معاشی ترقی، بقا اور نظام اسی پر منحصر ہے۔ اس ناگزیریت کو تسلیم کرتے ہوئے اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ معاشروں کی بقا کا دارومدار محض اقتصادی و سائنسی مسابقت نہیں رہا بلکہ اعلی نصب العین اور اخلاقی اقدار و روایات نے ہی معاشروں کو اوجِ ثریا تک پہنچایا اور نصب العین سے عاری اور رذائل اخلاق سے متصف متمدن معاشرے زوال و انحطاط کا شکار ہو گئے۔ آج تمام شعبہ ہائے حیات میں انٹرنیٹ کی ناگزیریت کے باوجود اس کے منفی استعمال نے معاشروں کو اخلاقی انحطاط کی اس دلدل میں دھکیل دیا ہے جہاں سے واپسی انسانیت کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ انٹرنیٹ پر موجود مخرب اخلاق مواد افراد انسانی کی اخلاقی بے راہ روی اور ذہنی و نفسیاتی انتشار کا باعث بن رہا ہے۔ نوجوان نسل زیادہ تر وقت انٹرنیٹ پر صرف کرتی ہے۔ اس طرح وہ اپنے ہم عمر افراد اور باقی معاشرہ سے کٹ جاتی ہے۔ انٹرنیٹ کے نقصانات نے مغربی مفکرین اور دانشوروں کو بھی تشویش و پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔ میڈیا کے ذریعے پھیلنے والے انہی نقصانات کے باعث بہت سے والدین کوشش کرتے ہیں کہ ان کے بچوں کو ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ان

پروگراموں سے بچائیں جن میں مخرب اخلاق مواد موجود ہوتا ہے۔ لیکن بالعموم اس طرح کی پابندیاں ناکامی پر منتج ہوتی ہیں۔ اس وقت ہر فرد کی انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر حکومتوں کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ سیکولر میڈیا کے متبادل اسلامی اقدار واخلاق پر مبنی میڈیا تشکیل دیں اور موجودہ میڈیا کے غیر شرعی پروگراموں پر پابندیاں لگائیں۔ ایک مسلم حکومت کو علماء، صحافیوں، دانشوروں، میڈیا اور صحیح نظام تعلیم وتربیت کے ذریعے ایک لمبے عرصے تک عوام کی ذہن سازی کرنی ہوگی پھر ہی اس کے کچھ تعمیری اور مثبت اثرات نکل سکتے ہیں۔ ملت اسلامیہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مغربی میڈیا کا مقابلہ کرنے کے لیے جدید ترین ذرائع ابلاغ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسانیت کی صحیح منزل کی جانب راہنمائی کرے۔ مغرب کی فحش اور بیہودہ ثقافت کے بالمقابل پاکیزہ اسلامی ثقافت کو رواج دیں۔ تہذیب وثقافت کی اس جنگ میں انٹرنیٹ عصر حاضر کا سب سے اہم اور موثر ہتھیار ہے۔آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ہتھیار کا رخ تخریب کاری سے موڑ کر تعمیر واصلاح کی جانب کیا جائے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللهُ يَعْلَمُهُمْ[19] اور تیار رکھو ان کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے (تاکہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراسکو اور کچھ دوسروں کو (بھی) جو ان کے علاوہ ہیں 'تم انہیں نہیں جانتے' اللہ انہیں جانتا ہے"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔[20]

عہد نبوت میں تیر اندازی اسی طرح جنگی اہمیت کی حامل تھی جس طرح آج بندوق، توپ، راکٹ اور میزائل وغیرہ ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی اس جنگ میں مسلمانوں کو بھی مادی ذرائع ووسائل ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ جیسے ہتھیاروں کے ذریعے اسلامی تہذیب وثقافت کی ترویج واشاعت میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے فروری ۱۹۴۹ء میں ڈھاکہ کی ایک کانفرنس میں پاکستانی علماء کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں فرمایا تھا:

> "ہم کو اپنی استطاعت وامکان کی آخری حد تک ان مادی ذرائع ووسائل کی فراہمی میں کمی اور سستی نہیں کرنی چاہیے جن سے ہم اپنے دشمنوں کے حوصلے پست کر سکیں اور ان پر اپنی دھاک بٹھا سکیں کیونکہ یہ چیز خود قرآن کریم کے صریح حکم "واعدوالهم ما استطعتم" کے ذیل میں شامل ہے۔"[21]

لفظ ابلاغ کا اسلامی نقطہ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات کے تذکرہ میں ہر نبیؑ کا یہی منصب بیان کیا ہے کہ میں نے رب کے پیغام کا ابلاغ کر دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:

> اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَالَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ۔[22] میں تو اپنے پروردگار کے پیغامات تمہیں پہنچا رہا ہوں اور تمہارا دیانت دار خیر خواہ ہوں

اور حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

> وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ۔[23] اور کہا اے میری قوم کے لوگو! میں نے تو تمہیں پہنچا دیے تھے اپنے رب کے پیغامات اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی تھی۔

قرآن پاک نے حضرت محمد ﷺ کے فریضہ تبلیغ کے متعلق واضح الفاظ میں فرمایا:

> وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ[24] اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے سوائے صاف صاف پہنچا دینے کے۔

رسول اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرامؓ سے بار بار تصدیق کروائی کہ الا هل بلغت اور آخر میں فرمایا: بلغوا عنی ولو آیۃ۔[25]

نبی اکرم ﷺ پر سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کے بعد ان کے ہر امتی کو داعی دینِ حنیف کا کردار دے کر اسے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کا مکلف کر کے سلسلہ دعوت و تبلیغ کو جاری وساری رکھا۔ اسلامی نقطہ نظر سے "ابلاغ" ایک مقدس لفظ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے اور نیکی، پاکیزگی، تقدس، احترام اور خیر وفلاح کے تصورات سے معمور ہے یہ تصور مغربی تصورِ ابلاغ سے بالکل متضاد ہے۔ جب دعوتِ دین کا ابلاغ ہر مسلمان کی ذمہ داری اور فرض ہے تو مسلمانوں کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کو اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنی دعوت کی اشاعت اور اپنے پیغام کی ترسیل کے لیے اس دور کے تمام بہتر ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کیا۔ آپ ﷺ نے آغاز انفرادی ملاقاتوں کے ذریعے سے کیا۔[26] پھر کچھ رؤسائے قریش کی ضیافت کا اہتمام کرنا اور انہیں دعوتِ دین پیش کرنا۔[27] تجارتی قافلوں میں پہنچ کر ارکانِ قافلہ کے سامنے دینِ اسلام کی دعوت دینا،[28] صفا کی چوٹی پر چڑھ کر قریشِ مکہ کو خطاب کرنا،[29] خطبہ کے

لیے منبر کا بنانا،[30] بڑے مجمع یعنی میدان عرفات میں اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ دینا[31] اور جگہ جگہ مکبرین کا کھڑا کرنا آپ ﷺ جو کچھ ارشاد فرماتے وہ مکبرین اونچی آواز سے دہراتے جاتے۔ دیگر ممالک کے سربراہان تک دعوتِ دین پہنچانے کے لیے خطوط روانہ کیے۔ گویا تحریر کو بھی ابلاغ کا ذریعہ بنایا۔

نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے حالات وواقعات سے بھی آگاہی حاصل کرتے تھے تاکہ بیماروں کی مزاج پرسی اور مظلوموں کی دادرسی کر سکیں۔ حضرت حسنؓ ھند بن ابی ہالہ سے ایک طویل حدیث میں آنحضرت ﷺ کے عادات وشمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے سوال کیا کہ جب حضور ﷺ مکان سے باہر تشریف لاتے تھے تو کیا طرزِ عمل ہوتا تھا؟ حضرت ہند بن ابی ہالہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی یہ عادت تھی کہ مفید اور ضروری کلام کے سوا ہر کلام سے اپنی زبان روکتے تھے۔ اور آپ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ الفت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے۔ ہر قوم کے بڑے آدمی کی تعظیم فرماتے تھے۔ اور اپنی طرف سے بھی اس کو قوم کا متولی اور امیر بنادیتے تھے۔ لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈراتے تھے۔ اور لوگوں کے میل جول سے بچتے تھے اور اپنے صحابہؓ کی خبر گیری فرماتے تھے۔ اور لوگوں سے ان واقعات کو دریافت کرتے تھے۔ جو لوگوں میں پیش آتے تھے اور ان میں سے اچھی باتوں کی بھلائی اور بری باتوں کی برائی اور ضعف بیان کرتے تھے۔"[32] ایک اور روایت میں ہے:

> "حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب اپنے کسی بھائی کو دیکھتے کہ تین روز سے ملے نہیں تو لوگوں سے پوچھتے تھے کہ وہ کہاں ہیں۔ پھر اگر وہ سفر پہ گئے ہوتے تو ان کے لیے دعا فرماتے اور اگر حاضر ہوتے تو ان کی ملاقات کو تشریف لے جاتے اور مریض ہوتے تو مزاج پرسی کرتے تھے۔"[33]

یہ دونوں حدیثیں اسوہ نبوت ہیں۔ خبروں کی تفتیش اور صحابہؓ کے واقعات وحالات پر اطلاع کے پورے اہتمام کا اعلان کر رہی ہیں۔ آج کل امت مسلمہ کے حالات پر اطلاع کے ذرائع اخبارات اور ٹیلی ویژن وغیرہ ہیں۔ مولانا مفتی محمد شفیع درج بالا احادیث کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں: "حضور سرورِ کائنات ﷺ اور صحابہؓ اپنی اسلامی برادری کے اخبار واحوال پر مطلع ہونے اور کرنے کا اہتمام اس لیے فرماتے تھے کہ مطلع ہو کر مظلوم کی دادرسی، بیمار کی عیادت، ضعفاء کی اعانت، محتاجوں کی امداد کرنے کے لیے ہر قسم کے مادی اور روحانی ذرائع استعمال کیے جائیں۔ اور اگر کسی مادی امداد پر قدرت نہ ہو تو کم از کم دعا سے اس کے شریک ہو جائیں۔ اور یہی تمام اسلامی تعلیمات کی روح اور مسلمانوں کی ترقیات ماضیہ کا اصل راز ہے۔"[34]

مغربی میڈیا کی پروپیگنڈہ مہم اور امت مسلمہ کے فرائض وذمہ داریاں

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں ابلاغ اور ذرائع ابلاغ کو امتِ مسلمہ کے حالات وواقعات سے آگاہی اور اشاعتِ اسلام کے ضمن میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ لہذا امت مسلمہ کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ذرائع ابلاغ کے جدید ہتھیاروں کے بھرپور اور مثبت استعمال کے ذریعے معاشرے کی جرائم اور فحاشی سے تطہیر کا فریضہ انجام دے۔اس ضمن میں درج ذیل اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

ا۔ذہنی وجسمانی صلاحیتوں کا مثبت استعمال

اس کائناتِ ارضی پر انسان اللہ تعالیٰ کی وہ شاہکار مخلوق ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا فرمایا۔ اور اسے ایسی صلاحیتوں سے نوازا جن کو استعمال کرکے وہ کائنات اور اس میں موجود چیزوں سے استفادہ کر سکے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ[35] اور اس نے بنائے تمہارے لیے کان آنکھیں اور دل۔

کان اور آنکھوں سے مراد ذرائع علم ہیں۔ انسانی حواسہ خمسہ میں سے سماعت اور بینائی دوسرے تمام حواس سے زیادہ اہم ہیں۔ انسان کی تمام صلاحیتوں کا دارومدار انہی دو حواس پر ہے۔ دل سے مراد وہ ذہن ہے جو حواس کے ذریعے سے حاصل شدہ معلومات کو مرتب کرکے ان سے نتائج نکالتا ہے۔ انسان میں غور و فکر کی تمام صلاحیتوں کا سرچشمہ یہی ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی ان صلاحیتوں کی اس نہج پر پرورش کرے کہ وہ ذہنی بے راہ روی کا شکار نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ان تمام صلاحیتوں کا حساب کتاب لینا ہے۔

عصر حاضر کا انسان اپنی سمعی اور بصری صلاحیتوں کو لایعنی اور لہو ولعب کے کاموں میں صرف کر رہا ہے۔ میڈیا کی تمام اقسام خواہ وہ پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا اور اسی طرح سوشل میڈیا کا ایک بڑا حصہ لہو ولعب اور لایعنی قسم کی معلومات پر مشتمل ہوتا ہے۔ ریڈیو کا تعلق انسان کی سماعی قوت سے ہے۔ اخبارات اور رسائل و جرائد میں انسان اپنی قوت بصارت کو استعمال کرتا ہے اور ٹی وی انٹرنیٹ میں انسان کی قوت سماعت اور بصارت دونوں ہی استعمال ہو رہی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی قوت سماعت وبصارت کو لہو ولعب اور عیش و عشرت میں صرف کرنے کی بجائے اللہ کی اطاعت کے کاموں میں صرف کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان عطیات کے بارے میں باز پرس کرنی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا[36] یقیناً سماعت بصارت اور عقل سبھی کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔

ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ کے پروگراموں سے انسان میں نہ صرف دینی امور سے غفلت پیدا ہوتی ہے بلکہ یہ امورِ دنیا سے بھی غافل کر دیتے ہیں۔ سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ[37] اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کھیل تماشے کی چیزیں خریدتے ہیں تاکہ گمراہ کریں (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے بغیر علم کے 'اور اس کو ہنسی بنالیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے اہانت آمیز عذاب ہے۔

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں مفسرین لکھتے ہیں کہ مکہ میں ایک دولت مند مشرک تاجر نضر بن حارث تھا اس نے کچھ باندیاں خرید رکھی تھیں اور جب کسی شخص کے بارے میں اسے علم ہوتا کہ وہ قرآن کریم میں دلچسپی لے رہا ہے یا اسلام قبول کرنا چاہتا ہے تو اس کے پاس جاتا اور اسے اپنی باندیوں کے پاس لے آتا اور باندیوں کو ہدایت کرتا کہ اس شخص کو خوب کھلاؤ پلاؤ اور اچھے اچھے گانے سناو، اس کے بعد اس شخص سے کہتا بتاؤ یہ شراب و کباب اور رقص و سرود بہتر ہیں یا وہ کام جن کی محمد ﷺ دعوت دیتا ہے یعنی جہاد، نماز، روزہ وغیرہ۔[38] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لہوالحدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

هو والله الغناء[39] اللہ کی قسم اس سے مراد غناء ہے۔

موسیقی اور رقص و سرود میں مشغول کر کے لوگوں کو امورِ دین سے غافل کر دینا نضر بن حارث کی طرح ہمیشہ دولتمندوں اور سرکش حکمرانوں کا وطیرہ رہا ہے۔ آج بھی بڑی طاقتیں یورپ اور امریکہ اقوامِ عالم کو اسی طرح سینما، ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ میں مشغول کر کے انہیں مقصدِ اعلیٰ سے دور کر رہی ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ حدیث "نهيت عن الصوتين الاحمقين" کی شرح میں لکھتے ہیں:

"عوام و خواص دونوں ہی جانتے ہیں کہ غناء و معازف کا فتنہ نوحہ کے فتنہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ چنانچہ جس امر کا ہم نے اور دوسروں نے مشاہدہ کیا ہے اور جسے ہم تجربات کی بنیاد پر جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس قوم میں بھی معازف وآلات کا رواج پھیلا اور جس قوم نے بھی

ان چیزوں میں مشغولیت اختیار کی، اللہ تعالی نے اس قوم پر اس کے دشمنوں کو مسلط کر دیا اور اسے جوع و قحط میں مبتلا کر دیا۔ اور بد ترین لوگوں کو ان کا حاکم بنا دیا۔ "[40]

موسیقی کی حرمت کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

ليكونن منامتّي اقوام يستمعون الحروالحريروالخمر والمعازيف۔[41] "عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔"

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ ایسا کب ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہو جائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔"[42]

ٹی وی، انٹرنیٹ اور موبائل وغیرہ کے ذریعے جو بے حیائی اور عریانی پھیلتی ہے اور بالخصوص موبائل کے ذریعے جو رابطے کی سہولت میسر آتی ہے اس کا لازمی نتیجہ حیا و عفت کا خاتمہ، لہو و لعب، لذت پرستی اور فسادِ اخلاق ہے۔ جس کا آخری نتیجہ غیر قانونی جنسی تعلقات نکلتا ہے۔ زنا کبیرہ گناہ ہے اسی لیے اسلام نے اس کی سزا کوڑے یا رجم رکھی ہے۔ گویا یہ جدید ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ مسلم معاشرے میں زنا جیسے کبیرہ گناہ اور شنیع فعل کو عام کر رہے ہیں۔

۲۔ وقت کا صحیح استعمال

ٹی وی اور کیبل جیسے مادیت پرستی، بے مقصدیت اور لہو و لعب کی طرف مائل کرنے والے ان آلات نے ہر طبقہ عمر کے افراد پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ ٹی وی پر زیادہ تر حیا سے عاری مغربی اور ہندی ثقافت کی عکاسی کرنے والے ڈرامے پیش کیے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں حیا و عفت جیسی اعلی اخلاقی اقدار ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ ڈراموں کے علاوہ ٹی وی چینلز پر چلنے والے فحش اشتہارات بھی نوجوان نسل میں ذہنی و فکری انتشار اور اخلاقی بے راہروی کا سبب بن رہے ہیں۔ گذشتہ دو دہائیوں سے پرائیویٹ چینلز کی کثرت اور اس پر مستزاد نیوز چینلز اور انٹرٹینمنٹ چینلز کی تقسیم نے تضیع اوقات کی طرف انسان کو کئی قدم آگے بڑھا دیا ہے۔ ٹی وی کے بعد فحاشی، بے حیائی اور تضیع اوقات کا ایک اور بڑا محرک

انٹرنیٹ کا کثرت سے لایعنی اور بے محابا استعمال ہے حالانکہ انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ صحت اور وقت ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس : الصحة والفراغ۔[43] "دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ اپنا نقصان کرتے ہیں: صحت اور فرصت"

آج کل اکثر لوگ بالخصوص نوجوان نسل رات گئے تک ٹی وی اور انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہیں۔ ساری رات جاگتے رہنے کے باعث دن کا اکثر و بیشتر حصہ سوتے ہوئے گزارتے ہیں حالانکہ اسلام رات کو جلد سونے اور صبح جلدی اٹھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ صبح سویرے کیے جانے والے کام میں برکت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ہے: اللهم بارک لی لامّتی فی بکورها۔[44] "اے اللہ میری امت کے صبح کے کاموں میں برکت فرما" نبی اکرم ﷺ نے رات کو عشاء کے بعد غیر ضروری گفتگو سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد بات چیت کرنا ناپسند فرماتے تھے۔"[45]

۳۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر

دورِ جدید میں مغربی میڈیا الحاد و دہریت اور بے حیائی کے فروغ میں اپنی تمام اخلاقی حدود پار کر چکا ہے۔ اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ الحاد و دہریت کے برعکس دینِ اسلام کے اصولوں اور اس کی حقانیت کو اخبارات و رسائل، ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلائیں۔ آج جب کہ پوری دنیا میں "ظهرالفساد فی البر والبحر" کی صورتحال پیدا ہو گئی ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری اسلامی ذرائع ابلاغ کا اولین فریضہ بن گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[46] "اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بھلائی کی دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں"

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلک أضعف الايمان۔[47] "جو بھی تم میں سے برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اگر اس کی

استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

۴۔ خبر کی تصدیق

ہمارے ہاں نہ صرف اخبارات بلکہ ٹی وی چینلز کا بھی یہ وطیرہ بن چکا ہے کہ زیادہ سے زیادہ خبروں کے شوق میں بلا تحقیق و تفتیش خبریں نشر کر دیتے ہیں۔ مغربی ذرائع ابلاغ میں رائٹر اور AFP کی طرز پر عالمی نیوز ایجنسیاں مسلم دنیا کے خلاف خبریں شائع کرتی رہتی ہیں۔ اسلامی ممالک کے پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا ان خبروں کو ہاتھوں ہاتھ لیتے اور بغیر تصدیق کے نشر کر دیتے ہیں۔ اسلام کا تصور ابلاغ بلا تحقیق بات آگے پہنچانے کی ممانعت کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤااِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍفَتَبَيَّنُوْۤا[48] "اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تصدیق کر لیا کرو"

اس ضمن میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیم یہ ہے: كفى بالمرء كذبا ان يحدّث بكل ما سمع[49] "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے"

اکثر میڈیا والے خبروں میں قرائن ظنیہ سے نتائج اخذ کر کے ان پر حکم قطعی لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے ایسے ظن کی ممانعت فرمائی ہے:

يٰۤاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوااجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[50]"اے ایمان والو بہت زیادہ گمان سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں"

ارشاد نبوی ﷺ ہے: اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث۔[51] "تم بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے"

۵۔ اظہارِ خیال میں شائستگی و وقار

ٹی وی چینلز کے اکثر ٹاک شوز میں ایک دوسرے کے خلاف تند و تیز اور نازیبا الفاظ کہے جاتے ہیں۔ اسلام کا تصور ابلاغ اظہارِ خیال میں شائستگی و نرمی اور اچھی بات کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ایک دوسرے پر لعن طعن اور دشنام طرازی کی مذمت کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا[52] "اور تم لوگوں سے اچھی بات کہو"

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا [53] "پس تم دونوں (موسیٰؑ وہارونؑ) اس (یعنی فرعون) سے نرمی سے بات کہنا

ارشاد نبوی ﷺ ہے: لیس المؤمن بالطعان ولا للعان ولا الفاحش ولا البذی۔[54] "مؤمن طعن کرنے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بدزبان نہیں ہوتا۔"

۶۔ مبالغہ آرائی سے اجتناب

ہمارے ذرائع ابلاغ کو دیانتداری اور بے خوفی سے واقعات کی صحیح تصویر کشی کرنی چاہیے۔ ذاتی مفادات کے زیرِاثر خبروں کو توڑ مروڑ کر پیش نہ کیا جائے۔ اسلام صاف اور کھری بات کہنے اور مبالغہ آرائی سے اجتناب کی تلقین کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوااتَّقُوالله وَقُوْلُوْاقَوْلًاسَدِيْدًا[55] "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور تم سیدھی بات کہو"

ارشاد نبوی ﷺ ہے: هلك المتنّطعون قالها ثلاثا۔[56] "مبالغہ آرائی کرنے والے ہلاک ہو گئے آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔"

۷۔ فاسق کی مدح و توصیف سے اجتناب

ٹی وی کے مضرات و نقصانات میں یہ بات ذکر ہو چکی ہے کہ اکثر ٹی وی چینلز پر فنکاروں اور اداکاراؤں کے انٹرویوز نشر کیے جاتے ہیں۔ اور ان کی تعریف و توصیف میں مبالغہ آرائی سے کام لیا جاتا ہے۔ بقول فہمی النجار:

> "ٹیلی ویژن کی نظر میں امت میں موجود اہلِ علم، انجینئر، ڈاکٹر اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ کی کوئی اہمیت اور قدر و قیمت نہیں ہے، اس کے نزدیک تمام اہمیت فنکاروں کو حاصل ہے اور ٹی وی اداکاروں، رقاصاوں اور کھلاڑیوں کو فنکار سمجھا جاتا ہے اور شب و روز انہی کی اہمیت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ان کے پروگرام نشر ہوتے ہیں بلکہ بڑے اہتمام کے ساتھ اور بڑے خوشنما اور پرکشش اسلوب میں ان کے انٹرویو بھی نشر کیے جاتے ہیں اور اس تمام مہم کا مقصود یہی ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ٹی وی دیکھنے والی نسلِ نو کے راہنما اور مقتدا یہی فنکار ہیں۔"[57]

ہمارے میڈیا کا یہ رویہ سراسر روح اسلام کے منافی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فاسق کی مدح اور توصیف کی مذمت کی ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے: اذا مدح الفاسق غضب الرّب تعالیٰ[58] "جب بدکار کی کوئی تعریف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے۔"

معجم ابو یعلی کی دوسری روایت یہ ہے: اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز العرش۔[59] "جب بدکار کی کوئی تعریف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے اور عرش ہل جاتا ہے۔"

اذا لقيتم المدّاحين فاحثوا فى وجوههم التراب۔[60] "جب تم تعریف کرنے والوں سے ملو تو تم ان کے منہ مٹی سے بھر دو"

لایعنی گفتگو سے اجتناب

ٹی وی چینلز کے کئی پروگرام مزاحیہ گفتگو، ہنسی مذاق اور لایعنی گفتگو پر مشتمل ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے تعلیم دی ہے کہ لایعنی گفتگو سے اجتناب کیا جائے۔من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه۔[61] "آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے"

بعض اوقات انسان دوسروں کو ہنسانے اور دل لگی کے لیے مزاحیہ گفتگو کرتا ہے لیکن وہی گفتگو اس کے لیے آخرت میں وبال بن جاتی ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے: ويل للذى يحدث بالحديث ليضحك به فيكذب فويل له فويل له۔[62] "ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو ہنسانے کے لیے جھوٹی بات کرتا ہے پس وہ جھوٹ بولتا ہے پس اس کے لیے ہلاکت ہے پس اس کے لیے ہلاکت ہے"

۸۔ تمسخر واستہزاء سے اجتناب

پاکستان میں میڈیا کو آزادی حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ٹی وی چینلز ٹاک شوز اور دوسرے پروگراموں میں سرِعام سیاستدانوں کی تضحیک کرتے ہیں۔ان کے مختلف کارٹونز بنا کر ان کا تمسخر واستہزاء کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں ٹی وی چینلز ایک دوسرے کے خلاف بھی بھڑاس نکالتے رہتے ہیں۔ کسی بھی فرد کے دلخراش استہزاء و تمسخر کو خواہ وہ لطائف وافکار کے عنوان کے مہذب لباس میں ہی کیوں نہ پیش کیا جائے اسلام اس کی سختی سے ممانعت فرماتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ[63] "اے ایمان والو کوئی مرد کسی مرد کا مذاق نہ اڑائے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو اور نہ کوئی عورت کسی عورت کا مذاق اڑائے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو"

۹۔ عیب دری سے اجتناب

میڈیا پر اکثر جھوٹی افواہوں اور بلا تحقیق خبروں کی بنا پر ایک مسلمان بھائی کی عزت وآبرو کو پامال کیا جاتا ہے۔ اسلام تو گناہ گار مسلمانوں کے گناہ کی بھی پردہ پوشی کی تلقین کرتا ہے۔تاکہ برائی مخفی رہے اور اس کی تشہیر نہ ہو سکے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: من ستر عورة فكانما أحيا مؤدة فی قبرها۔[64] "جس شخص نے کسی کا عیب چھپایا تو گویا اس نے قبر میں زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو بچایا"

البتہ اگر کسی مسلمان کا ایسا عیب یا گناہ حجت شرعیہ سے ثابت ہو جائے کہ جس کا نقصان اپنی ذات کو پہنچتا ہو اور اس سے یہ مظلوم ٹھہرتا ہو تو پھر اس کی برائی کو علانیہ شائع کر سکتا ہے۔اس کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَایُحِبُّ اللّٰہُ الْجَہْرَبِالسُّوْٓءِمِنَ الْقَوْلِ اِلَّامَنْ ظُلِمَ[65]"اللہ تعالی برائی کے اعلان کو پسند نہیں فرماتے مگر جس پر ظلم کیا گیا۔"

۱۰۔ حق گوئی و شہادت حق

اسلام لوگوں کو تحریر و تقریر کی آزادی کا حق دیتا ہے لیکن اس سے مراد مادر پدر بے مہار آزادی نہیں ہے۔ بلکہ اسلام نے اس کے لیے ضابطہ اخلاق مقرر کیا ہے۔ حالات خواہ کیسے بھی کیوں نہ ہوں ہر حال میں حق بات کہنی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔[66]

اسلام میں آزادی اظہار در حقیقت فریضہ شہادتِ حق کی اولین ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُہَدَآءَلِلّٰهِ وَلَوْعَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ [67] اے ایمان والو تم کھڑے ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے اللہ کے

لیے اور اگرچہ وہ تمہاری اپنی ذات کے یا والدین کے اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو"

مبلغ یا صحافی کی خبر یا اطلاع درحقیقت ایک شہادت ہے۔ شہادت کا چھپانا اس کا اظہار نہ کرنا یا اظہار سے روکنا اللہ کے نزدیک گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ[68] 'اور تم گواہی کو مت چھپاؤ اور جو کوئی اسے چھپائے گا بے شک اس کا دل گناہ گار ہے۔"

۱۰۔ بے حیائی و فحاشی کی اشاعت سے گریز

مغربی اور بھارتی میڈیا اور ان سے مرعوب اسلامی حکومتوں کے ذرائع ابلاغ نے فحاشی و عریانی کو سیلاب بلاخیز بنا دیا ہے۔ پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا دونوں ہی فحاشی و عریانی کے فروغ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔ قرآن کریم نے میڈیا والوں کو سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ[69] "بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان بے حیائی پھیلے تو ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔"

۱۱۔ مغربی میڈیا کی نقالی سے گریز

نہ صرف پاکستانی ذرائع ابلاغ بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ پر بھی مغربی میڈیا کی چھاپ نظر آتی ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے تہوار میڈیا پر ایسے دکھائے اور منائے جاتے ہیں گویا کہ یہ مسلمانوں کے بھی تہوار ہوں۔ ویلنٹائن ڈے، بسنت، اپریل فول اور ہیپی نیو ایئر کے پروگراموں کا جس نہایت جوش و خروش کے ساتھ اظہار کیا جاتا ہے یہ سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی اور ناجائز ہے۔ مغرب نے میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کو جس ذہنی غلامی میں مبتلا کر رکھا ہے اور جس طرح سے اپنی ثقافت اسلامی ممالک میں رائج کر رکھی ہے اسلامی ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے کہ وہ امت مسلمہ کو اس فتنے سے آگاہ کریں جس کی تنبیہ اللہ رب العزت اور نبی رحمت ﷺ نے مختلف پیرایوں میں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانچ وقت کی ہر نماز کی ہر رکعت میں ''غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین'' کی شکل میں ان اقوام کے

طرزِ حیات سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے اور یہود و نصاری کو دوست بنانے سے ان الفاظ کے ساتھ منع کیا ہے کہ :وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ[70] "جو ان سے دوستی کرے گا تو وہ انہی میں سے ہے۔"

تعلیمات نبوی ﷺ میں بھی غیر قوموں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:من تشبہ بقوم فھومنھم[71]"جو کوئی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا تو وہ انہی میں سے ہے۔"

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا:"تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلی امتوں کی پیروی کروگے۔ بالشت در بالشت اور ہاتھ در ہاتھ۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی ایک گوہ کے سوراخ میں داخل ہوگا تو تم بھی اسی کی راہ پر چلوگے۔ہم نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ! کیا یہود و نصاری کی راہ پر چلیں گے۔فرمایا: نہیں تو اور کس کی۔"[72]

نتائج بحث

اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ :

ا۔اسلامی ممالک کے ذرائع ابلاغ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے مصروفِ عمل رہنا بہت ضروری ہے۔

۲۔لہذا ضروری ہے کہ اسلام نے آزادی اظہار رائے کے لیے جو حد بندیاں اور اصول مقرر کیے ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر مغربی ذرائع ابلاغ کی پروپیگنڈہ مہم کا مدلل اور مسکت جواب دیا جائے۔

۳۔مغربی تہذیب کی بجائے اسلامی اقدار و روایات اور اسلامی ثقافت کو ترویج دی جائے۔

۴۔بے حیائی و فحش پر مبنی پروگراموں کی بجائے ایسے پروگراموں کا انعقاد کیا جائے جو قرآن اور رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے زریں اصولوں کی حدود میں ہوں تاکہ دنیا اور آخرت میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سرخرو ہوں۔

حوالہ جات

1 Om Gupta, Media Society and Culture, Isha Books Delhi, 2006, P:19

2 عیسیٰ منصوری، مولانا، مسلمانوں کے خلاف مغرب کی میڈیا وار، ماہنامہ البرھان، اگست ۲۰۱۲ء، ص۴۵

3 مودودی، ابوالاعلیٰ، تنقیحات، اسلامک پبلی کیشنز، ستمبر ۲۰۰۶ء، ص۳۳، ۳۲

4 محمود احمد غازی، ڈاکٹر، مسلم معاشرے پر سیکولرازم کے اثرات، ماہنامہ البرہان، اگست ۲۰۱۲ء، ص۱۸

5 سمیع الحق، مولانا، اسلام اور عصرِ حاضر، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، پشاور، اگست ۱۹۷۶ء، ص۹

6 Myra Macdonald, Exploring media discourse, Arnold Publishers, 2003, Page 157

7 البقرة، ۲:۲۵۶

8 قشیری، مسلم بن حجاج (م۲۶۱ھ)، صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر، باب تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب (دار احیاء التراث العربی بیروت، ب۔ت)، ح ۱۷۴۴، ابوداؤد، سلیمان بن اشعث (م۲۷۵ھ)، السنن، کتاب الجہاد، باب فی قتل النساء، (المکتبة العصریة صیدا بیروت، ب۔ت)، ح ۲۶۶۹

9 السنن (ابوداؤد)، کتاب الجہاد، باب فی النہی عن المثلة، ح ۲۶۶۷

10 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، (م۷۷۴ھ)، البدایة والنہایة، دارالفکر، ۱۹۸۶ء، ۴/۲۹۵

11 تقی عثمانی، مولانا، اسلام اور جدت پسندی، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۴۳۲ھ، ص۱۰، ۹

12 البدایة والنہایة، ج ۴، ص۳۴۵

13 البدایة والنہایة، ج ۳، ص۳۸

14 ابویعلی، احمد بن علی الموصلی (م۳۰۷ھ)، مسند ابو یعلی، (دار المامون للتراث دمشق ۱۴۰۴ھ، ۱۹۸۴ء)، ح ۲۷۵۶، عن انس بن مالک

15 بخاری، محمد بن اسماعیل (م۲۵۶ھ)، صحیح بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع، (دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ)، ح ۶۷

16 میڈیا کی یلغار۔ایک بڑھتا ہوا چیلنج، ص۲۱، ۲۲

17 خورشید احمد، پروفیسر، امریکہ میں دہشت گردی، ماہنامہ ترجمان القرآن، جنوری ۲۰۱۳، ص۲۵

18 ایضاً، ص۲۸

19 الانفال: ۸:۶۰

20 صحیح مسلم، کتاب الامارة ، باب فضل الرمی والحث علیه، ح۱۹۱۷

21 تقی عثمانی، مولانا، اسلام اور جدت پسندی، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ۱۴۳۲ھ، ص۳۰

22 الاعراف:۷:٦۷

23 الاعراف:۷:۹۳

24 العنکبوت:۲۹:۱۸

25 صحیح بخاری،کتاب المغازی،باب حجة الوداع،ح۴۴۰۶

26 ابن ہشام،عبدالملک بن ہشام(م۲۱۸ھ)،السیرة النبویة،۲۲۹/۱تا۲۳۶

27 البدایة والنہایة،ج۳/ص ۳۹

28 السیرة النبویة،ج۲،ص۵۱،۵۰

29 البدایة والنہایة،ج۳،ص۳۸

30 ابویعلی،أحمد بن علی(م۳۰۷ھ)،مسند،ح ۲۷۵۶عن انس بن مالک

31 صحیح بخاری،کتاب العلم،باب قول النبیﷺ رب مبلغ اوعی من سامع،ح۶۷

32 الترمذی،محمد بن عیسیٰ بن سورة(م۲۷۹ھ)،الشمائل المحمدیة،باب ما جاء فی تواضع رسول اللهﷺ،ح۳۱۹

33 ایضا،۳۱۹

34 صحافت اوراس کی شرعی حدود،ادارہ اسلامیات،کراچی لاہور،اگست ۲۰۰۳ء،ص ۳۱

35 السجدة:۳۲:۹

36 بنی اسرائیل:۱۷:۳٦

37 لقمان،۳۱:۶

38 الزمخشری،محمود بن عمر جارالله(م۵۳۸ھ)، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل،دارالکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۷

39 ابن کثیر،اسماعیل بن عمر،(م۷۷۴ھ)، تفسیرالقرآن العظیم، دار طیبة للنشر والتوزیع،۱۹۹۹ء،۶/۳۳؛ بیہقی،احمد بن الحسین(م۴۵۸ھ)،شعب الایمان،ح۴۴۰۷

40 ابن قیم الجوزیہ،محمد بن ابی بکر(م۷۵۱ھ)، مدارج السالکین،دار الکتاب العربی بیروت،۱۹۹۶ء،۱/۴۹۶

41 صحیح بخاری،کتاب الاشربة،باب ما جاء فیمن یستحل الخمر،ح ۵۵۹۰

42 الترمذی،محمد بن عیسیٰ بن سورة(م۲۷۹ھ)،ابواب الفتن،باب ما جاءفی علامة الحلول المسخ والخسف، (شرکة مکتبة و مطبعة مصطفی البابی الحلبی مصر،۱۳۹۵ھ،۱۹۷۵ء)،ح ۲۲۱۰

43 صحیح بخاری،کتاب الرقاق،باب لا عیش الا عیش الآخرة،ح ۶۴۱۲

44 السنن ابی داؤد،کتاب الجہاد، باب الابتکار فی السفر ، ح ۲۶۰۶

45 جامع ترمذی،کتاب الصلوة،باب ما جآء فی کراهیة النوم قبل العشاء والسمر بعدها،ح۱۶۸

46 ال عمران،۳:۱۰۴

47 جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی تغییرالمنکر بالید او باللسان او بالقلب، ۲۱۷۲

48 الحجرات: ۴۹:۶

49 صحیح مسلم، مقدمه، باب النهی عن الحدیث بکل ما سمع، ۱/۱۰

50 الحجرات: ۴۹:۱۲

51 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما ینهی عن التحاسد والتدابر، ح ۲۰۶۴، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب یآایهاالذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن، ح ۲۰۶۶

52 البقرة، ۲:۸۳

53 طٰهٰ ۲۰:۴۴

54 صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ماینهی عن السباب واللعن، ح ۶۰۴۴

55 الاحزاب، ۳۳:۳۳

56 صحیح مسلم، کتاب العلم، باب هلک المتنطعون، ۲۶۷

57 *فہمی النجار، قطب الدین، اسلام اور ذرائع، مترجم: ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی، ادارہ معارفِ اسلامی لاہور، مئی ۱۹۹۷ء، ص ۸۸*

58 *ابو یعلی أحمد بن علی (م ۳۰۷ھ)*، معجم، (ادارة العلوم الاثرية فيصل آباد، ۱۴۰۷ھ) ، باب الراء، ح ۱۷۲

59 *ایضاً*، ۱۷۱

60 السنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الکراهیة التمادح، ح ۴۸۰۴

61 جامع ترمذی، کتاب الزهد، باب ما جاء فی تکلم بالکلمةلیضحک الناس، ۲۳۱۷

62 ایضا، ۲۳۱۵

63 الحجرات، ۴۹:۱۱

64 السنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الستر علی المسلم، ۴۸۹۱

65 النساء: ۴:۱۴۸

66 جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء افضل الجهاد کلمة عدل عند سلطان، ح ۲۱۷۴

67 النساء: ۴:۱۳۵

68 البقرة: ۲:۲۸۳

69 النور: ۲۴:۱۹

70 المائدة: ۵:۵۱

71 السنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، ح ۴۰۳۱

72 صحیح مسلم،کتاب العلم،باب اتباع السنن الیہود والنصاری،ح ۲٦٦۹